سوال

(10)ہبہ اور عطیے کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہبہ اور عطیے کا حکم

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

کسی عاقل بالغ جائز التصرف شخص کو کسی کو اپنی زندگی میں معلوم مال ومتاع تبرعاً (اپنی خوشی سے) دے دینا "ہبہ" کہلاتا ہے جیسے ایک مسلمان کسی کو مکان یا کچھ روپے دے دے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ (عطیہ) دیتے اور لیتے تھے۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ وہبہ کی نہایت رغبت دلائی گئی ہے کیونکہ اسلامی معاشرے پر اس کے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

"تهادوا تحابوا"

"ایک دوسرے کو تحفے دو اس سے باہمی محبت بڑھے گی۔"[1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے:

"كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول کرتے اور جوابی تحفہ دیا کرتے تھے۔"[2]

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تهادوا فإن الهدية تسل السخيمة"

"تحفہ دیا کرو تحفہ دینے سے کینہ و بغض جاتا رہتا ہے۔"[3]

جب ہبہ لینے والا قبول کر کے اسے اپنے قبضہ میں لے لے تو واہب (ہبہ کرنے والے) کے لیے جائز نہیں کہ اسے واپس لے البتہ قبضہ سے پہلے رجوع کر سکتا ہے جس کی دلیل سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ "سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "غابہ" جگہ میں موجود اپنے مال میں سے بیس وسق کھجوریں انھیں ہبہ کر دیں۔ جب بیمار ہوگئے (وفات کا وقت قریب آیا) تو فرمایا: میری پیاری بیٹی! میں نے تجھے بیس وسق کھجوریں ہبہ کی تھیں اگر تو انھیں قبضے میں لے لیتی تو وہ تیری ہوتیں چنانچہ قبضہ نہ کرنے کی وجہ سے آج وہ کھجوریں میں اپنے تمام ورثاء کا مشترکہ مال قرار دیتا ہوں لہٰذا تم اسے کتاب اللہ کی تعلیم کی روشنی میں تقسیم کر دینا۔" [4]

اگر کوئی چیز کسی کے پاس امانت تھی یا اس نے رعایتاً لی ہوئی تھی پھر مالک نے اسے ہبہ کر دی تو اس چیز کا اس کے پاس رہنا ہی قبضہ شمار ہوگا۔

اگر کسی کے ذمے قرض تھا تو قرض خواہ نے اسے ہبہ کر دیا تو مقروض بری الذمہ ہو جائے گا۔ اور ہر وہ شے ہبہ ہو سکتی ہے جسے فروخت کرنا جائز ہو۔

ہبہ کو مستقبل کی شرط سے مشروط کرنا جائز نہیں۔ مثلاً: کوئی کہے: "میں نے تجھے یہ چیز ہبہ کر دی بشرطیکہ مجھے اس قدر مال حاصل ہوگیا۔"

ہبہ میں مدت متعین کرنا درست نہیں مثلاً: کوئی کہے: "میں نے تجھے فلاں چیز ایک مہینہ یا ایک سال کے لیے ہبہ کر دی۔" اس کی وجہ یہ ہے کہ ہبہ سے مراد چیز کا مالک بنانا ہے لہٰذا اس میں وقت کی تعیین قبول نہ ہوگی جیسا کہ "بیع" میں وقت کی تعیین نہیں ہوتی۔

اگر ہبہ میں موت کی شرط عائد کی جائے تو ایسا کرنا درست ہے مثلاً: کوئی کہے: "جب میں فوت ہو جاؤں گا تو تجھے فلاں فلاں چیز ہبہ کرتا ہوں،" یہ کام وصیت کے حکم میں ہوگا اور وصیت کے احکام اس پر لاگو ہوں گے۔

کسی انسان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی اولاد میں سے کسی کو عطیہ دے اور کسی کو نہ دے یا ایک کو دوسرے سے زیادہ دے بلکہ اسے چاہیے کہ سب کو برابر برابر دے اور عدل و مساوات قائم رکھے۔ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میرے والد نے مجھے غلام بطور عطیہ دیا پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس ہبہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنانا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلی اللہ علیہ وسلم: فَارْجِعْهُ"

"کیا تو نے ایسا عطیہ اپنے تمام بچوں کو دیا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنا عطیہ واپس لے لو۔ [5]

پھر فرمایا:

"اتَّقُوا اللَّهَ، وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ"

"اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل وانصاف کرو۔" [6]

اس روایت سے ثابت ہوا کہ عطیے کے مسئلے میں اپنی اولاد میں عدل وانصاف اور مساوات کا لحاظ کیا جائے گا ورنہ ظلم ہوگا۔ اگر کوئی شخص اپنی اولاد میں سے کسی کو کچھ ہبہ کرتا ہے اور کسی کو نہیں یا بعض کو زیادہ دیتا ہے اور بعض کو کم اگر کسی کو اس صورت حال کا علم ہو تو اس کے لیے اس معاملے پر گواہ بننا حرام ہے۔

جب کوئی انسان کسی شے کو ہبہ کر دے اور موہوب لہ (جسے ہبہ کی گئی) اس پر قبضہ کر لے تو اسے واپس لینا حرام ہے۔ چنانچہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ"

"ہبہ واپس لینے والا کتے کی مانند ہے جو قے کرتا ہے اور پھر اپنی قے کھا لیتا ہے۔"[7]

یہ حدیث ہبہ دے کر واپس لینے کی حرمت کی دلیل ہے سوائے اس ہبہ کے جسے شارع نے مستثنیٰ قرار دیا ہو چنانچہ والد اپنی اولاد کو ہبہ کر کے واپس لے سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يُعْطِيَ عَطِيَّةً ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا إِلَّا الوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ"

کسی آدمی کے لیے حلال نہیں کہ وہ کسی کو عطیہ تحفہ دے کر واپس لے سوائے والد کے جو وہ اپنی اولاد کو دیتا ہے۔"[8]

والد کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی اولاد کے مال میں سے مال لے بشرطیکہ اولاد کو اس کی ضرورت نہ ہو اور اولاد کو نقصان نہ ہو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ وإِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ"

"بہترین مال جو تم کھاؤ وہ تمھاری کمائی کا مال ہے اور بے شک تمھاری اولاد بھی تمھاری کمائی ہے۔"[9]

اس حدیث کے کئی شواہد بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ باپ کے لیے اپنے بیٹے کے مال سے لینا اپنی ملکیت بنانا یا اس سے کھانا جائز ہے بشرطیکہ اس سے بیٹے کو نقصان نہ ہوتا ہو اور نہ ہی اسے اس کی ضرورت ہو بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

"أنت ومالك لأبيك"

"تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔[10]

تقاضا کرتا ہے اس کے مال کی طرح اس کی جان کی اباحت کا لہٰذا اولاد پر واجب ہے کہ وہ اپنے باپ کی خدمت اپنی جان اور مال دونوں سے کرے البتہ والد کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی اولاد کے مال اپنی ملکیت بنا لے جس سے اولاد کو نقصان ہو یا اس سے ان کی ضرورت وابستہ ہو۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"لاضرر ولا ضرار"

"نہ کوئی نقصان اٹھائے اور نہ نقصان پہنچائے۔"[11]

اولاد کے لیے قطعاً جائز نہیں باپ کو قرض دے کر اس کی واپسی کا مطالبہ کرے۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص اپنے باپ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کی موجودگی میں باپ سے قرض کی واپسی کا تقاضا کرنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أنت ومالك لأبيك"

"تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔[12]

اس روایت سے ثابت ہوا کہ باپ سے قرض کا مطالبہ کرنا اولاد کا حق نہیں ہے نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا

"اورماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔"[13]

اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا ہے اوراحسان میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ اگر والدین کے ذمے اولاد کا کوئی حق (قرض وغیرہ) ہو تو اولادان سے اس کا مطالبہ نہ کرے مگر والدین کے ذمے اولاد کے جولازمی اخراجات ہیں۔(نان ونفقہ وغیرہ) ان کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے بشر طیکہ بچہ کمانے کے قابل نہ ہو کیونکہ زندگی کی حفاظت ضروری ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

"خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ"

"اتنا مال (خاوند کی اجازت کے بغیر) لے سکتی ہو جو دستور کے مطابق تمھیں اور تمھاری اولاد کو کافی ہو۔"[14]

ہدیہ بغض وکینہ کو ختم کرتا ہے اورالفت ومحبت پیدا کرتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"تَهَادَوْا فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ"

"ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو کیونکہ ہدیہ سینوں کی کدورت ختم کر دیتا ہے۔"[15]

ہدیہ کو رد نہیں کرنا چاہیے اگرچہ معمولی ہی کیوں نہ ہو۔نیز اس کا مناسب بدلہ دینا مسنون ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مروی ہے۔

"كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا"

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول کرتے اوراس کے بدلے میں دیا کرتے تھے۔"[16]

اور یہ دین اسلام کی خوبیوں میں سے ایک خوبی ہے اور بلندی اخلاق کا مظہر ہے۔

---

[1]۔ صحیح البخاری الھبۃ باب من رای الھبۃ الغائبۃ جائزۃ حدیث 2585۔

[2]۔ صحیح البخاری الھبۃ باب المکافاۃ فی الھبۃ حدیث 2585۔

[3]۔(ضعیف) جامع الولاء والھبۃ باب فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الھبۃ حدیث 2130 وارواء الغلیل 6/المعجم الاوسط 1/416۔حدیث 1526 واللفظ لہ۔

[4]۔الموطاللامام مالک 1444 والد اپنی اولاد کو کوئی شے ہبہ کر کے واپس لے سکتا ہے اگرچہ اولاد نے اس پر قبضہ کر لیا ہو۔اس لیے کہ اولاد اوراس کا مال والد ہی کا تو ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يُعْطِيَ عَطِيَّةً ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ"

کسی آدمی کے لیے حلال نہیں کہ وہ کوئی شے ہبہ کر کے واپس لے سوائے والد کے جو وہ اپنی اولاد کو دیتا ہے۔(جامع الترمذی الولاء اولھبۃ باب ماجاء فی کراھیۃ الرجوع فی الھبۃ حدیث:

2132)لہذامذکورہ اثر سے استدلال جامع نہیں ہے۔

[5] ۔صحیح البخاری الھبۃ باب الھبۃ للولد حدیث 2586۔وصحیح مسلم الھبات باب کراھیہ تفضیل بعض الاولادفی الھبہ حدیث 1623۔1623واللفظہ لہ

[6] ۔صحیح البخاری الھبہ باب الاشھادفی الھبہ حدیث 2587وصحیح مسلم الھبات باب کراھۃ تفضیل بعض الاولادفی الھبۃ حدیث 1623۔

[7] ۔صحیح البخاری الھبۃ باب ھبۃالرجل لامراتہ لزوجھا حدیث 2589۔وصحیح مسلم الھبات باب تحریم الرجوع فی الصدقۃ حدیث 1622۔

[8] ۔سنن ابی داوَدالبیوع باب الرجوع فی الھبۃ حدیث 3539ومسنداحمد 1/237۔وجامع الترمذی الولاء والھبۃ باب ماجاء فی کراھیۃ الرجوع فی الھبۃ حدیث 2132۔

[9] ۔۔جامع الترمذی الاحکام باب ماجاء ان الوالدیاخذمن مال ولدہ حدیث 1358۔

[10] ۔سنن ابی داوَدالبیوع باب الرجل یا کل من مال ولدہ حدیث 3530وسنن ابن ماجہ التجارات باب ماللرجل من مال ولدہ حدیث 2291واللفظہ لہ۔

[11] ۔سنن ابن ماجہ الاحکام باب من بنی فی حقہ مایضر بجارہ حدیث 2340۔

[12] ۔سنن ابی داوَدالبیوع باب الرجل یا کل من مال ولدہ حدیث 3530وسنن ابن ماجہ التجارات باب ماللرجل من مال ولدہ حدیث 2291واللفظہ لہ۔

[13] ۔۔الانعام:15۔16۔

[14] ۔صحیح البخاری الفقات باب اذالم ینفق الرجل فللمراہ ان تاخذ بغیر علمہ۔حدیث 5364۔

[15] ۔جامع الترمذی الولاء والھبۃ باب فی حث النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الھدیۃ حدیث 2130۔

[16] ۔صحیح البخاری الھبۃ المکافاۃ باب المکافاۃ فی الھبۃ حدیث 2585۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہی احکام ومسائل

غیر آباد زمین کو آباد کرنے کے احکام : جلد 02 : صفحہ 162